خیر الکلام فی کشف أوهام الأعلام

(۴)

از: مولانا مفتی عمر فاروق لوہاروی
شیخ الحدیث دارالعلوم، لندن

دونوں امور حدیث الباب میں ہیں

❁ ”صحیح بخاری“ کتاب الهبة میں ہے:

باب القليل مِن الهبةِ:

حَدَّثَنا محمدُ بنُ بشّارٍ حدثنا ابنُ أبي عديٍّ عن شعبةَ عن سليمان عن أبی حازم عن أبی هريرة رضى اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قالَ: لو دُعِيتُ إلیٰ ذِراعٍ أو كُراعٍ لَأَجبْتُ، لو أُهدِيَ إليَّ ذِراعٌ أو كُراعٌ لَقَبِلْتُ. (صحيح بخاری، كتاب الهبة، باب القليل مِن الهبة، ص:۳۴۹، ج:۱، قديمی: كراچی)

”...حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے جانور کے دست یا پائے کھانے کی دعوت دی جائے، تو میں دعوت ضرور قبول کروں گا اور اگر مجھے دست یا پائے کا ہدیہ دیا جائے، تو میں (وہ ہدیہ) ضرور قبول کروں گا۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) ”فتح الباری“ میں فرماتے ہیں:

ومناسبته للترجمة بطريق الأولى؛ لأنه إذا كان يجيب من دعاه علیٰ ذلك القدر اليسير، فلأن يقبله ممّن أحضره إليه أولیٰ.

والكراع من الدابة ما دون الكعب، وقيل: هو اسم مكان، ولا يثبت، ويرده حديث أنس عند الترمذی بلفظ ”لو أهدي اليّ كراع لقبلت“. (فتح البارى، كتاب الهبة، باب القليل من الهبة، ص:۲۳۶، ج:۵، دارالريان: القاهرة)

ہمارے دیار کی مطبوعہ ”صحیح بخاری“ کے نسخوں کے حاشیے میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ کلام بلا تعقب منقول ہے۔ ملاحظہ ہو: حاشیہ: ٦، ص:۳۴۹، ج:۱، قديمی كراچی)

”الأبواب والتراجم“ ص:۱۰۹، ج:٤، دارالبشائر الإسلاميه: بيروت اور

"الكنز المتواري في معادن لامع الدراري وصحيح البخاري" ص:۳۳۵، ج:۱۱، مؤسسة الخليل الإسلامية: فيصل آباد میں بھی حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ کلام بلاتعقب منقول ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت میں دو امور ذکر فرمائے ہیں:

(۱) حدیث پاک کی ترجمہ کے ساتھ مناسبت بیان فرمائی ہے کہ حدیث کی ترجمہ کے ساتھ مناسبت بطریق اولیٰ ہے۔ یعنی حدیث سے ترجمہ بطریق اولیٰ ثابت ہورہا ہے؛ کیوں کہ جب رسول اللہ ﷺ اس معمولی مقدار: پائے کی دعوت دینے والے کی دعوت قبول فرمائیں گے، تو جو یہ مقدار خود لاکر آپ کی خدمت میں پیش کرے گا، بطریق اولیٰ اس کو قبول فرمائیں گے۔

(۲) "کُرَاع" کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جانور کا کُراع اس کے ٹخنے سے نیچے کا حصہ ہے۔

بعض نے کہا: "کُرَاع" ایک جگہ کا نام ہے۔ گویا حدیث پاک میں "کُراع" نامی جگہ مجھے دعوت دی جائے تو میں دعوت قبول کروں گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ قول ثابت نہیں۔ "جامع ترمذی" کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت اس کا رد کرتی ہے، جس کے الفاظ ہیں:

لو أُهْدِيَ إليَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ.

"اگر مجھے کُراع" ہدیہ دیا جائے، تو میں ضرور قبول کروں گا۔"

ظاہر ہے کہ "کُراع" نامی مقام بطور ہدیہ دینے کا کیا مطلب؟ لامحالہ "کُراع" سے جانور کے ٹخنے سے نیچے کا حصہ یعنی پایہ مراد ہے۔

علامہ ابن الملقّن رحمۃ اللہ علیہ (۷۲۳-۸۰۴ھ) کی "التوضيح لشرح الجامع الصحيح" میں مذکورہ دو امور میں سے دوسرے امر کا ذکر ہے:

والكراع في حد الرسغ وهو في البقر والغنم بمنزلة الوظيف في الفرس والبعير أي: هو خفه وهو مستدق الساق... وقيل: إن الكراع هنا اسم موضع، وذكره الغزالي في "الإحياء" لفظ: كراع الغميم، ولم أره كذلك، ويرده رواية الترمذي عن أنس مرفوعًا: "لو أهدي إليَّ كراع لقبلت، ولو دعيت عليه لأجبت" ثم صححه. (التوضيح، ص:۲۸۲، ج:۱۶، وزارة الأوقاف: قطر)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ (۷۶۲-۸۵۵ھ) نے مذکورہ دو امور میں سے صرف دوسرے امر کا

''بعض''، یعنی حافظ رحمہ اللہ کے حوالے سے بلا تعقب ذکر کیا ہے:

وقال بعضهم: قيل: الكراع اسم مكان. قلت: الذي قاله هو الغزالي، ذكره في الإحياء بلفظ كراع الغميم، وتردّ ذلك رواية من حديث أنس مرفوعًا: لو أهدي إليّ كراع لقبلته، ثم صححه. (عمدة القاري، ص:١٢٨، ج:١٣، دارإحياء التراث العربي: بيروت)

علامہ محمد تاودی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۱۱-۱۲۰۹ھ) نے بھی مذکورہ دو امور میں سے صرف دوسرے امر کا ذکر کیا ہے:

(لو دعيت إلى كراع) هو من الدابة ما دون الكعب، وقيل: اسم مكان ولا يثبت، ويردّه حديث أنس عند الترمذي بلفظ: "لو أهدي إليَّ ذراع أو كراع لقبلت" (حاشية التاودي بن سودة على صحيح البخاري، ص:١٢، ج:٣، العلمية: بيروت)

ملحوظہ:

''جامع ترمذی'' کی حدیث انس رضی اللہ عنہ میں صرف ''کُراع'' کا لفظ ہے، جیسا کہ ''فتح الباری'' اور ''عمدۃ القاری'' میں واقع ہے، ''ذِراع'' کا لفظ نہیں ہے، جو ''حاشیۃ التاودی'' میں واقع ہوگیا ہے۔ ملاحظہ ہو: الكتب الستة، جامع الترمذي، أبواب الأحكام، باب ما جاء في قبول الهدية وإجابة الدعوة، ص:١٧٨٦، حديث: ١٣٣٨، دار السلام: الرياض.

بندہ کہتا ہے:

حدیث الباب کا دوسرا جزء ہے:

ولو أُهْدِيَ إِلَيَّ ذِراعٌ أو كُراعٌ لَقَبِلْتُ.

''اور اگر مجھے دست یا پائے کا ہدیہ دیا جائے، تو میں ضرور قبول کروں گا۔''

یہ دوسرا جزء صراحتاً ترجمہ کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اور صراحتاً اس سے ترجمہ ثابت ہو رہا ہے؛ لہٰذا حدیث کی ترجمہ کے ساتھ مناسبت بطریق اولویت نکالنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

دوسرے امر میں ''کُراع'' سے ایک جگہ مراد لینے کی تردید بھی حدیث الباب کے دوسرے جزء سے ہو رہی ہے۔

اس طرح دونوں امور حدیث الباب میں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

باب کی پہلی روایت میں مذکور واقعہ فتح مکہ کا نہیں ہے

❁ "صحيح بخاري" میں ہے:

باب الرّدف على الحمار: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أبو صفوانَ، عَنْ يونسَ بنِ يزيدَ، عن ابنِ شهابٍ، عَنْ عُروةَ، عَن أسامة بنِ زيدٍ – رضى الله عنهما – أنّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم رَكِبَ علىٰ حمارٍ علىٰ إكافٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ، وَأَرْدَفَ أسامةَ وَرَواءهُ.

حَدَّثَنَا يَحيى بْنُ بُكَيرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، أَخبرَنِي نَافِعٌ، عَنْ عَبدِ اللَّهِ – رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ– أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَقبَلَ يَومَ الفَتحِ مِنْ أَعلَى مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُردِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيدٍ، وَمَعَهُ بِلالٌ، وَمَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الحَجبَةِ، حَتَّى أَنَاخَ فِي المَسجِدِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِي بِمِفْتَاحِ البَيتِ، فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أُسَامَةُ، وَبِلَالٌ، وَعُثْمَانُ، فَمَكَثَ فِيهَا نَهَارًا طَوِيلًا، ثُمَّ خَرَجَ، فَاستَبَقَ النَّاسُ، فَكَانَ عَبدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ، فَوَجَدَ بِلَالًا وَرَاءَ الْبَابِ قَائِمًا، فَسَأَلَهُ: أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ؟ فَأَشَارَ لَهُ إِلَى المَكَانِ الَّذِى صَلَّىٰ فِيهِ. قَالَ عَبدُ اللَّهِ: فَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ: كَمْ صَلّٰى مِنْ سَجْدَةٍ؟ (صحيح بخارى، كتاب الجهاد والسير، باب الردف على الحمار، ص:۴۱۹، ج:۱، قديمى: كراچى)

''گدھے پر سوار کے پیچھے سوار ہونے والے کے بیان میں یہ باب ہے.... حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ گدھے پر، پالان پر سوار ہوئے، اس پر روئیں دار چادر تھی اور آپ ﷺ نے اپنے پیچھے اسامہ رضی اللہ عنہ کو سوار کیا۔

....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ کی بالائی جانب سے اپنی اونٹنی پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ردیف بنا کر (اپنے پیچھے سوار کر کے) تشریف لائے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور خانۂ کعبہ کے دربانوں: خدّام میں سے حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اونٹنی مسجد میں بٹھائی اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بیت اللہ کی چابی لانے کا حکم فرمایا (وہ چابی لائے) پس انھوں نے دروازہ کھولا، رسول اللہ ﷺ (بیت اللہ میں) داخل ہوئے، اُسامہ بن زید، بلال اور عثمان (بن طلحہ) رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی معیت میں تھے، آپ بیت اللہ میں دیر تک ٹھہرے، پھر نکلے، تو لوگ (بیت اللہ میں داخل ہونے کے لیے) آگے بڑھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (لوگوں میں) سب سے پہلے داخل ہونے والے تھے، انھوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بیت اللہ کے دروازے کے پیچھے کھڑا ہوا پایا، تو ان سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے انھیں اس جگہ کی طرف اشارہ کیا، جہاں آپ

ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ (راویٔ حدیث:) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپ ﷺ نے کتنی رکعت پڑھی؟''

حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارن پوری نوراللہ مرقدہ (وفات: ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء) نے باب کی پہلی حدیث کے متعلق ''الخیر الجاری'' کے حوالے سے حاشیہ ''صحیح بخاری'' میں بلاتعقب لکھا ہے کہ عنقریب یہ بات آئے گی کہ یہ واقعہ فتح مکہ کے موقع پر پیش آیا تھا۔

وسيأتي أنه كان في فتح مكة.... ١٢ الخيرالجاری (صحيح بخاری، كتاب الجهاد والسير، باب الردف على الحمار، حاشيه:٦، ص:٤١٩، ج:١، قديمي: كراچی)

بندہ کہتا ہے:

یہ صاحب الخیر الجاری: علامہ ابو یوسف یعقوب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۱۰۹۸ھ) کا وہم ہے؛ اس لیے کہ باب کی دوسری روایت میں بلاشبہ فتح مکہ کا واقعہ ہے؛ لیکن باب کی پہلی روایت میں فتح مکہ کا واقعہ نہیں ہے؛ بل کہ غزوۂ بدر سے قبل رئیس المنافقین: عبداللہ بن اُبی کے اظہار اسلام سے پہلے مدینہ منورہ میں پیش آنے والا واقعہ ہے، جب رسول اللہ ﷺ قبیلۂ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے جارہے تھے، جیسا کہ ''صحیح بخاری'' کی حسب ذیل مفصل روایت میں صراحتاً منقول ہے:

حدثنا أبو اليمان، قال: أَخبَرَنا شُعَيبٌ، عَنِ الزُّهرِيِّ، قَالَ: أَخبَرَنِي عُروَةُ بنُ الزُّبَيرِ أَنَّ أُسَامَةَ بنَ زَيدٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنهُمَا - أَخبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى (عليه) قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ، وَأَردَفَ أُسَامَةَ بنَ زَيدٍ وَرَاءَهُ يَعُودُ سَعدَ بنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الحَارِثِ بنِ الخَزرَجِ قَبلَ وَقعَةِ بَدرٍ. قَالَ: حَتَّى مَرَّ بِمَجلِسٍ فِيهِ عَبدُ اللَّهِ بنُ أُبَيِّ ابنُ سَلُولَ، وَذَلِكَ قَبلَ أَن يُسلِمَ عَبدُ اللَّهِ بنُ أُبَيٍّ، فَإِذَا فِي المَجلِسِ أَخلَاطٌ مِنَ المُسلِمِينَ وَالمُشرِكِينَ عَبَدَةِ الأَوثَانِ وَاليَهُودِ وَالمُسلِمِينَ، وَفِي المَجلِسِ عَبدُ اللَّهِ بنُ رَوَاحَةَ، فَلَمَّا غَشِيَتِ المَجلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبدُ اللَّهِ بنُ أُبَيٍّ أَنفَهُ بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَالَ: لَا تُغَبِّرُوا عَلَينَا، فَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عَلَيهِم، ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُم إِلَى اللَّهِ وَقَرَأَ عَلَيهِمُ القُرآنَ، وَقال (فَقَالَ) عَبدُ اللَّهِ بنُ أُبَيِّ ابنُ سَلُولَ: أَيُّهَا المَرءُ، إِنَّهُ لَا أَحسَنَ مِمَّا تَقُولُ إِن كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤذِينَا (فلا تؤذنا) بِهِ فِي مَجَالِسِنَا، ارجِع إِلَى رَحلِكَ فَمَن جَاءَكَ فَاقصُص عَلَيهِ. فَقَالَ عَبدُ اللَّهِ بنُ رَوَاحَةَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَاغشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا، فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ. فَاستَبَّ المُسلِمُونَ وَالمُشرِكُونَ

وَالیَهُودُ حَتَّی کَادُوا یَتَشَاوَرُونَ، فَلَمْ یَزَلِ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُخَفِّضُهُمْ حَتَّی سَکَنُوا (سکتوا). ثُمَّ رَکِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهُ، فَسَارَ حَتَّی دَخَلَ عَلَی سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یَا سَعْدُ، أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُوحُبَابٍ؟ یُرِیدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَیٍّ قَالَ: کَذَا وَکَذَا، قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ، اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ، فَوَالَّذِی أَنْزَلَ عَلَیْکَ الکِتَابَ لَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالحَقِّ الَّذِی نزّل (أَنْزَلَ) عَلَیْکَ، لَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ البُحَیْرَةِ عَلَی أَنْ یُتَوِّجُوهُ فَیُعَصِّبُوهُ بِالعِصَابَةِ، فَلَمَّا أَبَی اللّٰهُ ذٰلِکَ بِالحَقِّ الَّذِی أَعْطَاکَ اللّٰهُ شَرِقَ بِذٰلِکَ، فَذٰلِکَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَیْتَ، فَعَفَا عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ یَعْفُونَ عَنِ المُشْرِکِینَ، وَأَهْلِ الکِتَابِ، کَمَا أَمَرَهُمُ اللّٰهُ، وَیَصْبِرُونَ عَلَی الأَذَی. قَالَ اللّٰهُ: ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِینَ أُوتُوا الکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِینَ أَشْرَکُوٓا أَذًی کَثِیرًا﴾ الآیَةَ، وَقَالَ اللّٰهُ: ﴿وَدَّ کَثِیرٌ مِنْ أَهْلِ الکِتٰبِ لَوْ یَرُدُّونَکُمْ مِنْ بَعْدِ إِیمَانِکُمْ کُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ﴾ إِلَی آخِرِ الآیَةِ، وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَأَوَّلُ فِی العَفْوِ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهِ حَتَّی أَذِنَ اللّٰهُ فِیهِمْ، فَلَمَّا غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا، فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهِ صَنَادِیدَ کُفَّارِ قُرَیْشٍ، قَالَ ابْنُ أُبَیٍّ ابْنُ سَلُولَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ المُشْرِکِینَ وَعَبَدَةِ الأَوْثَانِ: هٰذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ، فَبَایَعُوا الرَّسُولَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الإِسْلاَمِ فَأَسْلَمُوا.

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِینَ اُوتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوٓا اَذًی کَثِیْرًا﴾، ص:۶۵۵، ۶۵۶، ج:۲، کتاب المرضی، باب عیادة المریض راکبًا وماشیًا وردفًا علی الحمار، ص:۸۴۵، ۸۴۶، ج:۲، کتاب الأدب، باب کنیة المشرک، ص:۹۱۶، ۹۱۷، ج:۲، کتاب الاستئذان، باب التسلیم في مجلس فیه أخلاط من المسلمین والمشرکین، ص:۹۲۴، ۹۲۵، ج:۲، قدیمی: کراچی)

غزوۂ بدر کے مُبارزین کے ناموں اوران کے احوال میں عجیب مطابقت اور شیخ ابن القیم رحمۃ اللہ کا وہم

❁ تقدیرِ الٰہی نے غزوۂ بدر میں کفار اور مسلمانوں کی طرف سے مبارزت کے لیے نکلنے والے چھ افراد کے ناموں کی اس دن ان کے احوال سے عجیب مطابقت پیدا کی تھی؛ چناں چہ کفار کی طرف سے سب سے پہلے مقابلہ کے لیے میدان کارزار میں اترنے والے تین: ولید، شَیْبہ اور عُتْبہ تھے۔ ولید کے معنی بچہ ہے، ظاہر ہے بچہ میں کس قدر ضعف وعجز کا پہلو ہے! اس طرح یہ نام

بدایت ضعف پر دلالت کرتا ہے۔ شیبہ میں بڑھاپے کے معنی ہیں اور بڑھاپے میں انسان کے اعضاء وقُویٰ جواب دے دیتے ہیں، اس اعتبار سے اس میں نہایت ضعف پر دلالت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً (الروم:۵٤)

''اللہ وہ ہے، جس نے تمہاری تخلیق کی ابتدا کمزوری سے کی، پھر کمزوری کے بعد طاقت عطا فرمائی، پھر طاقت کے بعد (دوبارہ) کمزوری اور بڑھاپا طاری کر دیا۔''

اور عُتبہ عَتْبٌ سے ماخوذ ہے، جس میں ناراضگی کے معنی ہیں، تو ان کے ناموں نے ان کو حاصل ہونے والے ضعف اور ان پر واقع ہونے والی ناراضگی پر دلالت کی۔

ادھر مسلمانوں کی طرف سے ان کے مقابلہ کے لیے نکلنے والے تین: حضرت حمزہ، حضرت عبیدہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم تھے۔ کفار کے ناموں کے بالمقابل ان کے ناموں میں خوبی اور کمال تھا۔ حمزہ نام اپنے جلو میں شیر کی صلابت وشجاعت رکھے ہوئے تھا۔ عُبیدہ نام سے عبودیت ٹپکتی تھی، جو انسان کی غرضِ تخلیق اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیاری صفت ہے اور نام علی عُلُوٌّ سے ماخوذ ہے، جو بلندی کی خبر دیتا ہے۔ تینوں نام ان کے اوصاف: صلابت وشجاعت، عبودیت اور علو کے مناسب اور ان سے لگّا کھانے والے تھے۔ حمزہ کی قوت وصلابت، عُبیدہ کی عبودیت اور علی کے علو نے ان کی شخصیتوں کو ایسا متأثر کیا اور نام کی عمدگی سے ان کے کام پر ایسا اثر مرتب ہوا کہ انھوں نے کفار پر علو وسربلندی پائی۔ شیخ ابن القیم رحمہ اللہ (۶۹۱-۷۵۱ھ) زاد المعاد في هدي خير العباد ﷺ، میں فرماتے ہیں:

وتأمل أسماء الستة المتبارزين يوم بدر كيف اقتضى القدر مطابقة أسمائهم لأحوالهم يومئذ، فكان الكفار: شيبة، وعتبة، والوليد، ثلاثة أسماء من الضعف، فالوليد له بداية الضعف، وشيبة له نهاية الضعف، كما قال تعالیٰ: ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً﴾ (الروم:٥٤) وعتبة من العتب، فدلّت أسماؤهم علیٰ عتب يحل بهم، وضعف ينالهم، وكان أقرانهم من المسلمين: عليّ، و عُبيدة، والحارث، رضي اللّٰه عنهم ثلاثة أسماء تناسب أوصافهم، وهي العلو، والعبودية، والسعي الذي هو الحرث، فعلوا عليهم بعبوديتهم وسعيهم في حرث الآخرة. (زاد المعاد، فصل: في فقه هذا الباب بعد

فصل: في هديه صلى الله عليه وسلم في الأسماء والكنى، ص:۲۷۳، العلمية: بيروت، الطبعة الثانية: ١٤٢٨هـ)

بندہ کہتا ہے:

شیخ ابن القیّم رحمۃ اللہ علیہ نے ''حمزہ رضی اللہ عنہ'' کی بجائے ''حارث'' ذکر کیا اوراس کے نام سے آخرت کی کھیتی کی سعی کا نکتہ پیدا کیا، یہ موصوف کا وہم ہے؛ کیوں کہ حارث تو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا والد ہے، جو مسلمان ہی نہیں تھا، چہ جائے کہ وہ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی طرف سے شرکت کرتا اور مبارزت کے لیے نکلتا۔

روایت سے متعلقہ آیت کون سی؟

❁ غزوۂ اُحد سے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے:

لمّا كان يومُ أُحُد.... ولقد وقع السّيفُ مِنْ يَدِ أبي طلحةَ، إما مَرَّتين وإما ثلاثا. (صحيح بخارى، كتاب المناقب، باب مناقب أبي طلحة، ص:٥٣٨، ج:١، كتاب المغازى، باب إذ همت طائفتان الخ، ص:٥٨١، ج:٢، قديمي: كراچى)

''جب جنگ اُحد ہوئی.... حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے دو یا تین مرتبہ تلوار گر پڑی۔''

یہ تلوار کا گر پڑنا اونگھ کی وجہ سے تھا؛ چناں چہ ''صحیح مسلم'' میں ہے:

ولقد وقع السيف من يدد أبي طلحة إما مرّتين أو ثلاثا من النعاس. (صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسّير، باب غزوة النساء مع الرجال، ص:١١٦، ج:٢، قديمي: كراچى)

''فتح الباری'' میں ہے:

قوله: (إما مرتين وإما ثلاث) .... وسيأتي بعد باب من وجه آخر عن أنس عن أبي طلحة "كنت فيمن يغشاه النعاس يوم أحد حتى سقط سيفي من يدي مرارا"، ولأحمد والحاكم من طريق ثابت عن أنس "رفعت رأسي يوم أحد فجعلت أنظر وما منهم من أحد إلا وهو يميل تحت حجفته من النعاس" وهو قوله تعالىٰ: ﴿إِذْ يُغَشِّيُكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ﴾. (فتح البارى، كتاب المغازى، باب ﴿إِذْ هَمَّتْ طَّآئفَتٰنِ مِنْكُمْ﴾ الخ، ص:٤٢٠، ج:٧، دارالريان: القاهرة)

''عمدۃ القاری'' میں ہے:

قوله: (من يدي أبي طلحة) وفي رواية الأصيلي: من يد أبي طلحة بالإفراد، و وقوع السيف كان لأجل النعاس الذي ألقى الله عليهم أمنة منه، و وقع في رواية أبي معمر شيخ البخاري عند مسلم ”من النعاس“ صرح به، وهو قوله تعالیٰ: ﴿اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً﴾. (عمدة القارى، كتاب المغازى، باب إذ همت طائفتان منكم الخ، ص:۱۵۱، ج:۱۷، دار إحياء التراث العربى: بيروت)

”لامع الدرارى علىٰ جامع البخارى“ میں ہے:

قوله: ولقد وقع السيف من يد أبي طلحة الخ يعني بذلك أن الناعسين كانوا هم المؤمنون، و كان أبو طلحة منهم(۱).

هامش ”لامع الدرارى“ میں ہے:

(۱) لقوله تعالیٰ: ﴿ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ﴾ الآية، قال صاحب ”الجلالين“: وهم المؤمنون فكانوا يميدون تحت الحجف وتسقط السيوف منهم اهـ، قال الحافظ رحمهٗ الله تعالیٰ: قوله: ولقد وقع السيف الخ، .... وسيأتي بعد باب من وجه آخر عن أنس عن أبي طلحة ”كنت فيمن يغشاه النعاس يوم أحد حتى سقط سيفي من يدي مرارًا“ اهـ، قلت: وهم الذين وردت فيهم الآية الأخرى في سورة الأنفال: ﴿اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ﴾ الآية. (لامع الدرارى، ص:۳۵۳، ج:۸، المكتبة الإمدادية، مكة المكرمة)

بعینہ یہ کلام ”الكنز المتواري في معادن لامع الدراري وصحيح بالخاري، ص:۱۳۴، ج:۱۵، مكتبه الحرمين: دوبئى میں منقول ہے۔

بندہ کہتا ہے:

جنگ میں اونگھ طاری کرنے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دومقام میں کیا ہے، چناں چہ ”سوہ آل عمران“ میں ہے:

﴿ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِنْكُمْ﴾ (آل عمران:۱۵۴)

”پھر اللہ نے اس غم کے بعد تم پر چین بھیجی، یعنی اونگھ کہ تم میں سے ایک جماعت پر تو اس کا غلبہ ہو رہا تھا۔“

اور ”سورۃ الانفال“ میں ہے:

﴿اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ﴾ (الأنفال:۱۱)

’’اس وقت کو یاد کرو، جب کہ اللہ تم پر اونگھ کو طاری کر رہا تھا، اپنی طرف سے چین دینے کے لیے۔‘‘

ان دونوں آیات میں سے ’’سورۃ آل عمران‘‘ کی آیت کا تعلق ’’غزوۂ اُحد‘‘ سے اور ’’سورۃ الانفال‘‘ کی آیت کا تعلق ’’غزوۂ بدر‘‘ سے ہے؛ چوں کہ مذکورہ بالا روایت غزوۂ اُحد سے متعلق ہے؛ لہٰذا اس کے مناسب آیت ﴿ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ﴾ ہے، ﴿اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ﴾ نہیں۔

سریۂ رجیع میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف کارروائی کے لیے کتنے کفار تیار ہوئے تھے؟

سریۂ رجیع میں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف کارروائی کے لیے کتنے کفار تیار ہوئے تھے؟

’’صحیح بخاری‘‘ کتاب المغازی کی روایات میں سو کے قریب، جب کہ ’’صحیح بخاری‘‘ کتاب الجہاد‘‘ کی روایت میں دوسو کے قریب تیر اندازوں کا ذکر ہے:

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ قال: أَخْبَرَنَا ابْن شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً عَيْنًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْهَدَّةِ بَيْنَ عَسْفَانَ وَمَكَّةَ، ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لِحْيَانَ، فَنَفَرُوا لَهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامٍ..... (صحيح بخاری، كتاب المغازی، باب بلا ترجمة بعد باب فضل من شهد بدرا، ص:۵٦۸، ج:۲، قديمی، كراچی)

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قال: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً عَيْنًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ وَهُوَ جَدُّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانَ (كَانُوا) بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لَحْيَانَ، فَتَبِعُوهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَامٍ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ .... (صحيح بخاری، كتاب المغازی، باب غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة وحديث عضل والقارة وعاصم بن ثابت وخبيب وأصحابه، ص:۵۸۵، ج:۲، قديمی، كراچی)

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ

أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ – قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ فَانْطَلَقُوا، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالهَدَأَةِ وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ، ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لَحْيَانَ، فَنَفَرُوا لَهُمْ قَرِيبًا مِنْ مِائَتَيْ رَجُلٍ كُلُّهُمْ رَامٍ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ .... (صحيح بخاری، كتاب الجهاد، باب هل يستأسر الرجل ومن لم يستأسر ومن ركع ركعتين عند القتل، ص:۴۲۷، ج:۱، قديمی، كراچی)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ (۷۶۲-۸۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ دو سو سے نکلنے کو کہا؛ لیکن سو ہی نکلے۔ ''عمدۃ القاری'' میں ہے:

قوله: "فنفروا لهم" بتشديد الفاء أي استنجدوا لأجلهم قريباً من مائتي رجل وفي رواية "فنفر إليهم قريب من مائة رجل" بتخفيف الفاء أي خرج إليهم فكأنه قال: نفروا مائتي رجل؛ ولكن ما تبعهم إلا مائة. (عمدة القاری، كتاب الجهاد، باب هل يستأسر الرجل ومن لم يستأسر ومن ركع ركعتين عند القتل، ص:۲۹۱، ج:۱۴، دارإحياء التراث العربی: بيروت)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ دونوں کے درمیان تطبیق واضح ہے، اس طور پر کہ ایک سو تیر انداز اور باقی دوسرے سو غیر تیر انداز ہوں گے۔ ''فتح الباری'' میں ہے:

قوله: "فتبعوهم بقريب من مائة رام" في رواية شعيب في الجهاد "فنفروا لهم قريبا من مائتي رجل" والجمع بينهما واضح بأن تكون المائة الأخرى غير رماة. (فتح الباری، كتاب المغازی، باب غزوة الرجيع الخ، ص:۱۶۴، ج:۹، دارطيبة: الرياض)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تطبیق "بذل المجهود في حل سنن أبي داؤد" میں بلا تعقب منقول ہے۔ ملاحظہ ہو: بذل المجهود، كتاب الجهاد، باب في الرجل يستأسر، حديث: ۲۶۶۰، ص:۲۷۳، ج:۹، دارالبشائر الإسلامية: بيروت.

علامہ محمد التاودی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۱۱-۱۲۰۹ھ) نے بھی یہی تطبیق نقل فرمائی ہے؛ چناں چہ "حاشية التاودی بن سودة على صحيح البخاری" میں ہے:

"بقريب من مائة رام" ومرّ في الجهاد "فنفروا لهم قريبا من مائتي رجل" فيكون

بعضهم غير رماة. (حاشية التاودى بن سودة على صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب غزوة الرجيع الخ، ص:۱۵۵، ج:٤، دارالكتب العلمية: بيروت)

بندہ کہتا ہے:

حافظ ابن حجر اور علامہ محمد التاودی رحمہما اللہ کو یہاں وہم ہوا ہے؛ کیوں کہ ''کتاب الجہاد'' کی شعیب کی روایت میں جہاں تقریباً دوسو افراد کا ذکر ہے، وہیں معاً ''کلھم رامٍ'' وارد ہے کہ یہ دو سو کے قریب افراد میں سے ہر ایک تیر انداز تھا؛ اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ایک سو تیر انداز اور دوسرے سو غیر تیر انداز تھے۔

تعارض کا بے غبار جواب یہ ہے کہ اس روایت میں مدار السند امام زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے چار تلامذہ ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) شعیب: ان کی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''صحیح بخاری'' کتاب الجهاد، باب هل يستأسر الرجل ومن لم يستأسر ومن ركع ركعتين عند القتل، حديث: ۳۰٤۵، ص:۳۲۷، ج:۱، قديمي: كراچى میں اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ''السنن الكبرى''، حديث: ۸۷۸۸، ص:۱۲۳، ج:۸، مؤسسة الرسالة: بيروت میں تخریج فرمائی ہے۔

(۲) ابراہیم بن سعد: ان کی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''صحيح بخارى'' كتاب المغازى، باب بلا ترجمة بعد باب فضل من شهد بدرا، حديث:۳۹۸۹، ص:۵٦۸، ج:۲، قديمي: كراچى، امام ابوداؤد سجستانی رحمۃ اللہ نے ''سنن أبى داؤد''، كتاب الجهاد، باب في الرجل يستأسر، حديث: ۲٦٦۰، ص:۸۱،۸۲، ج:۳، دار ابن حزم: بيروت، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''المسند''، حديث: ۷۹۲۸، ص:۳۰۷ تا ۳۱۰، ج:۱۳، مؤسسة الرسالة: بيروت، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''السنن الكبرى''، حديث: ۱۸٤۳۲، ص:۲٤۵، ج:۹، دار الكتب العلمية: بيروت اور امام ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''المسند''، حديث: ۲۷۲۰، ص:۳۲٤، دارالهجرة: مصر میں تخریج فرمائی ہے۔

(۳) معمر بن راشد: ان کی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''صحيح بخارى'' كتاب المغازى، باب غزوة الرجيع الخ، حديث: ٤۰۸٦، ص:۵۸۵، ج:۲، قديمي: كراچى، امام عبدالرزاق صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ''المصنف'' حديث:

۹۷۳۰، ص:۳۵۳ تا ۳۵۵، ج:۵، المجلس العلمی: ڈابھیل، **امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی** ”المسند“ حدیث: ۸۰۹۶، ص:۴۵۹ تا ۴۶۱، ج:۱۳، مؤسسۃ الرسالۃ: بیروت **اور امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی** ”الصحیح“ حدیث: ۷۰۳۹، ص:۵۱۲، ج:۱۵، مؤسسۃ الرسالۃ: بیروت **میں تخریج فرمائی ہے۔**

(۴) ابراہیم بن اسماعیل الانصاری: ان کی روایت امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ”المصنف“ حدیث: ۳۸۰۱۹، ص:۴۲۷، ۴۲۸، ج:۲۰، دارقرطبۃ: بیروت **اور امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی** ”التاریخ“ ص:۵۴۰، ۵۴۱، ج:۲، دارالتراث: بیروت **میں تخریج فرمائی ہے۔**

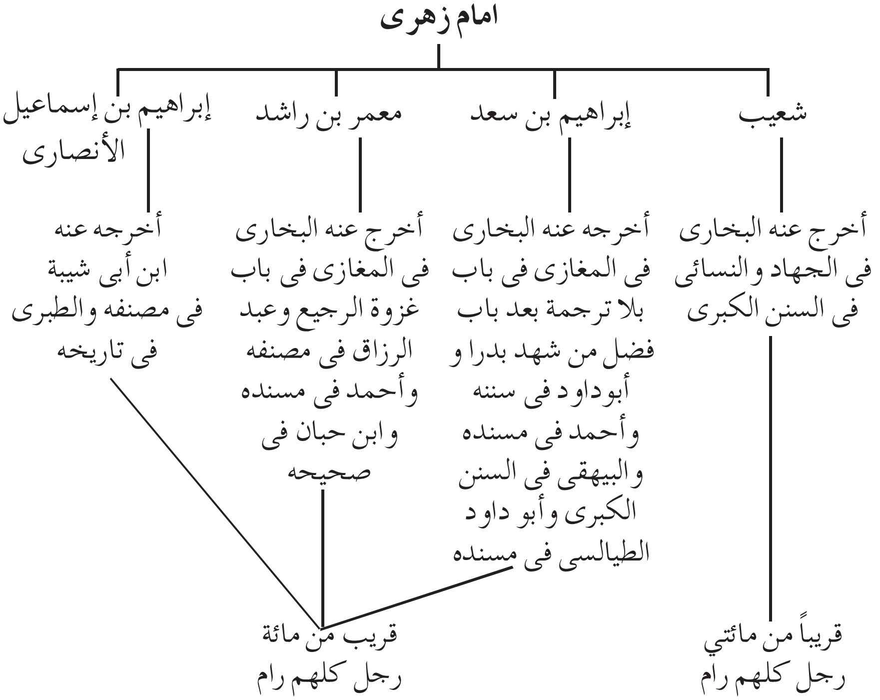

مذکورہ جدول سے واضح ہے کہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے ان چاروں تلامذہ میں سے صرف شعیب ”قریبا من مائتي رجل کلهم رام“ **نقل کرتے ہیں، باقی تینوں تلامذہ: ابراہیم بن سعد، معمر بن راشد اور ابراہیم بن اسماعیل انصاری** ”قریب من مائة رجل رام“ **نقل کرتے ہیں، اس صورت میں ظاہر ہے ترجیح جماعت کے قول یعنی** ”قریب من مائة رجل رام“ **کو ہوگی** لأن الجماعة أولیٰ بالحفظ من واحد. واللہ أعلم.

(باقی)